ترجمہ

تاویل الاحادیث

(ادارہ)

میں نے یہ بہت دیکھا ہے کہ ایک شخص کی ہلاکت کے لئے قضا منعقد ہوئی۔ تو یہ قضا اسباب کی طرف اس طرح چلی جیسے گھاس والی زمین میں پانی بہتا ہے یا سورج کا نور پھٹے ہوئے پردے سے، وہاں موجب اور مانع کے وزن کی رعایت کی جاتی ہے، پھر اگر گھاس یا کوڑا پانی کے چلنے کو روکتا ہے اور پردہ نورِ آفتاب کے نفوذ کو منع کرتا ہے تو دونوں کا چلنا حسبِ امکان ہوتا ہے، اسی طرح قضا بھی حتی الامکان قریب تر جگہ کی طرف چلتی ہے، پھر اگر وہاں نشیبی زمین ہوگی اور ایک شخص کا اس میں گرنا نظام (اسباب) سے بعید نہ ہوگا تو قضا اس کی طرف چلے گی پھر اس شخص کے دل میں اس جگہ کے قریب چلنے کا امکان پیدا ہوگا اور وہاں پہنچ کر اس کا پیر پھسل جائے گا تو اسی میں اس کی موت واقع ہوگی۔ اور اگر وہاں اس کا کوئی دشمن ہوگا اور اس کی خصومت دور نہیں تو قضا اس کی طرف چلی تو دشمن کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس سے لڑے یا اس شخص کو غصہ ہوا اور غصے میں دشمن کو گالیاں دیں تو اس کا نتیجہ اس کی ہلاکت کا نکلا۔ اور اگر وہاں کوئی چارپایہ ہے تو قضا اس کی طرف چلی اس چارپایہ

لے اس کو لات ماری یا اسے اپنے منہ کے جبڑوں سے کاٹ کر کھایا اور اسی میں اس شخص کی موت واقع ہوئی۔ اور اگر اس دن ملائکہ کا الہام قریب تھا تو قضا ان کی طرف چلی تاکہ ملائکہ اس کام کو پورا کریں جو پہلے ہی ہو چکا ہے۔ ہر شئے کے لئے ان اسباب میں سے اسباب ہوتے ہیں جو اس شئے کو واجب اور ضروری بنا دیتے ہیں۔

بخت اکثری اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ ہم نے بارہا یہ مشاہدہ کیا ہے کہ بعض لوگوں کے نفس میں روشن ستارے کی طرح ایک چمکدار نقطہ ہوتا ہے، جس سے کئی شعاعی خطوط نکلتے ہیں جو لوگوں، ملائکہ اور بہائم کے نفوس میں نفوذ کرتے ہیں۔ جب ادہر سے تاثیر اور ادھر سے اثر قبول کرنا ہوتا ہے تو یہ اس کے ساتھ احسان کرنے کے ارادے کو ضروری قرار دیتا ہے اور اس کی محبت سے دل بھر جاتا ہے۔

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی انسان کے نفس میں نقطہ تو ہوتا ہے لیکن اس میں کافی تابانی اور چمک نہیں ہوتی۔ پھر وہ اسمارِ الٰہیہ کی طرف توجہ کرتا ہے اور اس کے مانند دوسرے کام کرتا ہے تو اس کے نفس کا نقطہ بہت ہی چمک جاتا ہے۔ اسی جہت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اول سے لے کر جس وقت پیدا ہوئے اور جب اپنی دایہ کے پاس دودھ پیتے تھے تو آپؐ کے لئے جہاں ہوں، رحمت، رفق اور لطف ظاہر ہوتے تھے اور آپؐ کے دوست ہمیشہ فتح پاتے تھے اور آپؐ کے دشمن خوار ہوتے تھے اور جو چیز آپؐ کو تکلیف دہ ہوتی تھی، اس کو آپؐ سے ہٹایا جاتا تھا۔ اس میں آپؐ بڑھتے گئے۔ یہاں تک کہ اس مرتبے کو پہنچے، جہاں پہنچے۔

دوم یہ کہ آپؐ اچھی صورت اور معتدل مزاج میں ایسے وقت پیدا ہوئے کہ اس میں ستاروں کی قوتوں کا سعید اجتماع ہوا تھا جو آپؐ کے لئے بڑی بزرگی، غلبہ اور عرب و عجم کے لئے آپؐ کی امامت کا متقاضی تھا کہ لوگوں کو ان کی اطاعت

کے لئے کھینچ کے لایا جائے اور آپؐ کی طرف جو ملّت منسوب ہو وہ قیامت تک باقی رہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر شئے میں یعنی انواع، اشخاص اور ہیئات میں کوئی اثر اور خاصیت ودیعت رکھی ہے، اچھے نظام کی کسی بھی چیز کو اس کے اثر اور خاصیت (کے اظہار) سے نہیں روکا جاتا۔ آپؐ کی اس فضیلت اور خاصیت نے اس کو ضروری قرار دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے جمیل (خوبصورت) ہوں اور خلق میں سب سے کامل اور سب سے زیادہ بہادر ہوں۔ اور سخاوت، حلم، عدالت اور فصاحت میں سب انسانوں سے بڑھ کر ہوں۔ اور آپؐ ایسی قوم سے پیدا ہوئے جو عرب میں اشرف اور برگزیدہ لوگ تھے۔

جن لوگوں کو حظیرۃ القدس کے فیصلوں کی معرفت کے سلسلے میں تھوڑا بھی لگاؤ تھا جیسے کاہن لوگ، جنّ، نجومی اور اس قسم کے دوسرے لوگ یہ سب شروع سے اپنے علم اور فن سے یہ جانتے تھے کہ (آخری دور میں ایک بزرگ پیغمبر ہوگا) جس کے حق میں یہ سب چیزیں اور فضائل مقدر ہو چکے ہیں۔ آپ سے پہلے جو انبیاء اور ان کے تابعدار راہب اور عرب کے عبادت گذار تھے، وہ تو آپؐ کی آمد اور آپ کے فضائل سے پورے طور باخبر تھے۔

یہ دونوں خصلتیں ایسی ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عادل بادشاہوں میں سے جو اچھے اخلاق اور بخت سعید کے صاحب تھے وہ بھی اپنی استعداد کے موافق شرکت رکھتے ہیں۔

پھر کوئی ایسا شخص کم ہوگا جو حکومت کا مؤسّس ہو اور اس کے اوپر جیسے غیر معمولی کارنامے نہ ہوں اور اسی طرح اخلاق میں جو کامل انسان ہوتا ہے اور اس کی پیدائش کے وقت ستاروں کی اچھی قوتوں کا اجتماع ہوتا ہے تو اس شخص سے بھی اس قسم کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔

سوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مفہّم من اللہ تھے، گذرے ہوئے اور آنے

والے واقعات کی خبروں کو، جس قدر اللہ کی مشیت ہوتی آپؐ غیب سے حاصل کر لیتے تھے۔ کیونکہ آپؐ کے اندر کی نخمۃ ان آلائشوں سے صاف تھی جو زنگ باطن کے موجب ہوں اور جس واقعے کی صورت حظیرۃ القدس میں ثابت ہوئی ہے اس کے انطباع کو روکیں۔ اس کا راز ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔ پھر کبھی آپؐ کے لئے کوئی چیز خواب میں متمثل ہوتی تھی جس کی حقیقت حال پر تعبیر کے ذریعے آپؐ کو اطلاع ہو جاتی تھی اور بلا واسطہ بھی آپؐ جانتے تھے، کبھی تھوڑی دیر کے لئے آپ کی بیداری میں کوئی چیز متمثل ہو کر آتی تھی اور پھر جلدی مٹ جاتی تھی۔ یہ (اصل میں) رنگ اور شکل وغیرہ کی طرح تھی، کبھی کوئی ملک انسانی صورت لے کر آپؐ کے پاس آتا تھا اور آپؐ سے ایسی باتوں سے مخاطب ہوتا تھا، جن کو آپؐ یاد کر لیتے تھے۔

علم کی اس قسم کے لئے جس کو اللہ تعالیٰ نے واقعات کی تاویل کا علم عطا کیا ہے اس کو دو باتوں میں تامل کرنا ضروری ہے کہ جو واقعہ وہ دیکھ رہا ہے اس کی دوسرے واقعات اور حوادث سے امتیاز کرنا ضروری ہے کہ یہ حادثہ اس کے لئے کیوں منکشف ہوا اور دوسرے نہ ہوئے۔ یہ تمیز کئی طریقوں پر ہوتی ہے ایک یہ کہ نفس کو اس کی طرف ظاہر میں اشتیاق پایا جاتا ہے جیسے کسی شخص کو ایسی چیز پلائی جاتے جس کی وہ توقع رکھتا ہو یا اس کے اندر (اس کے لئے) چھپا ہوا شوق ہو، جیسے کوئی محتاج آدمی غنا کی طرف مشتاق ہوتا ہے لیکن وہ اپنے کسب اور حیلوں سے غنا کو نہیں پہنچ سکتا، اس میں یہ ضروری نہیں ہے کہ اس ساعت میں اس کے ذہن میں ان باتوں کا کوئی معمولی تصور بھی ہو۔ تمیز کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ملأ اعلیٰ میں اس حادثے کی صورت کا انطباع قوی طور پر ہوا ہے، پھر کوئی ایسا انسان جس کو ملأ اعلیٰ تک رسائی ہوگی تو اس کے ذہن میں اس حادثے کی کسی جھلک کا ہونا ناگزیر ہے اور یہ صورت بڑے واقعات میں ہوتی ہے جیسے کسی حکومت کا پیدا ہونا اور دوسری حکومت کی ہلاکت، عام قحط اور وبا وغیرہ کا ہونا۔ جب یہ صورت ہوتی ہے تو قوم کے خواب اور مکاشفات اس سے موافق ہوتے ہیں:

تیسری وجہ حق تبارک وتعالیٰ کی تدبیر ہے، اور تدبیر یہ چاہتی ہے کہ اچھا نظام اس وقت مکمل ہوتا ہے جب اس کی استعداد رکھنے والے کے دل میں اس کا علم رکھا جائے اس لئے فرعون ہی نے خواب میں قحط دیکھا کہ اس کو اپنے کام میں بصیرت پیدا ہو[1] - کسی کے قلب میں علم کے اس بہاؤ اور فیضان کے لئے دو رکنوں کی ضرورت ہے ایک یہ کہ نفس اس کے لئے مستعد ہو اور دوم اللہ کا جود اور اس کی رحمت کا فیضان ہو۔ ان دونوں رکنوں کا اجتماع مختلف وجوہ سے ہوتا ہے۔

ایک یہ کہ اس میں جود، استعداد پر غالب ہوتا ہے اور یہ اُن علوم میں ہوتا ہے جن کے ساتھ جمہور کی اصلاح وابستہ ہوتی ہے یا ایک قوم یا کسی شخص کی صلاح کا مدار اس پر ہوتا ہے۔

دوم یہ کہ اس میں استعداد، جود سے زیادہ ہوتا ہے، اور یہ ان علوم میں ہوتا ہے جن کا لوگوں کی اصلاح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پہلا علوم انبیاء علیہم السلام کا منشأ ہوتا ہے اور وہ مطلق صادق ہوتا ہے، اس سے لوگوں کو مکلف بنانا صحیح ہوتا ہے اور دوسرا اولیاء کے علوم کا منشأ ہوتا ہے اور وہ ایک حال کے لحاظ سے سچا ہوتا ہے اور دوسرے حال کے نہیں اور کسی نفس میں صادق ہوتا ہے اور کسی میں نہیں ہوتا۔

(مسلسل)

---

[1] یہ فرعون، حضرت یوسف علیہ السلام کے دور کا فرعون معلوم ہوتا ہے جس کو سات گائے کی صورت میں خواب میں قحط دکھایا گیا تھا، اس کا قصہ سورۂ یوسف میں آیا ہے۔